Regd No L 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ

الفضل

لاہور (پاکستان)

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ؍
سہ ماہی ۷ ؍
ماہوار ۲/۸ ؍

یوم پنجشنبہ

۱۶ ذیقعدہ ۱۳۶۹ ہجری فی پرچہ

جلد ۳۸/۴	۳۱ ظہور ۱۳۲۹ ہش	۳۱ اگست ۱۹۵۰ء	نمبر ۲۰۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

کنری ۳۰ اگست ۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ :-
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ناحال کھانسی کی شکایت ہے احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں ۔
حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اب کراچی تشریف لے جا رہے ہیں ۔ آئندہ ڈاک کا پتہ حسب ذیل ہوگا :
" کوئٹہ والا بنگلہ نزد گرانڈ ہوٹل ۔ مالیر ۔ کراچی "

جناب صاحبزادہ میاں عبد السلام صاحب عمر بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی کو اللہ تعالیٰ نے دسواں فرزند عطا فرمایا ہے ۔ نو مولود حضرت میر محمد سعید صاحب مرحوم حیدر آبادی

محترم السید عبد الحمید ابراہیم صاحب مصری قاہرہ جانے کیلئے کراچی روانہ ہو گئے

جماعت احمدیہ لاہور کے بہت سے احباب نے آپ کو دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا
لاہور ۳۰ اگست ۔ ہمارے محترم بھائی السید عبد الحمید ابراہیم صاحب مصری قاہرہ واپس جانے کے لئے آج صبح سوا نو بجے پاکستان میل کے ذریعہ کراچی روانہ ہوئے ۔ اپنے محترم بھائی کو الوداع کہنے کے لئے جماعت احمدیہ لاہور کے بہت سے احباب ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے ۔ نیز حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بھی بنفس نفیس تشریف لائے ہوئے تھے روانگی سے قبل احباب نے محترم السید عبد الحمید صاحب کو پھولوں کے ہار پہنائے اور مصافحہ و معانقہ کے بعد دلی دعاؤں کے ساتھ انہیں رخصت کیا ۔ آپ کے منزل مقصود تک بخیر و عافیت پہنچنے کے لئے اجتماعی دعا بھی کی گئی جو مکرم جناب مولوی عبد المغنی خان صاحب نے کرائی ۔ مکرم جناب ملک عمر علی صاحب وکیل التبشیر بھی آپ کے ہمراہ کراچی تشریف لے گئے ہیں ۔

چودھری محمد ظفر اللہ خاں عرب دنیا کے کامل اعتماد کے باعث مبارکباد کے مستحق ہیں

وزیر خارجہ پاکستان کے نام عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عبد الرحمٰن عزام پاشا کا برقیہ

قاہرہ ۳۰ اگست ۔ عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عبد الرحمٰن عزام پاشا نے وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چودھری محمد ظفر اللہ خاں کے نام ایک تار ارسال کیا ہے جس میں انہیں عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی کے اس فیصلے کی اطلاع دی گئی ہے کہ تمام عرب ممالک جنرل اسمبلی کے آئندہ اجلاس کی صدارت کے لئے جو ماہ ستمبر کے وسط میں فلشنگ میڈوز (امریکہ) میں منعقد ہو رہا ہے ۔ چودھری صاحب موصوف کی پرزور حمایت کریں گے عرب ملکوں اور پاکستان کے درمیان جو گہرے دوستانہ تعلقات قائم ہیں ۔ تار میں ان کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے ۔ نیز عرب ممالک نے چودھری محمد ظفر اللہ خاں کی حمایت کے سلسلے میں آپ کی ذات والا صفات پر جس کامل اعتماد کا اظہار کیا ہے ۔ تار میں اس کا حوالہ دیتے ہوئے عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل نے چودھری صاحب موصوف کی خدمت میں اس قابل رشک ہر دلعزیزی پر مبارکباد پیش کی ہے ۔ یاد رہے گذشتہ دنوں جب عرب لیگ کی سیاسی کمیٹی کے اجلاس میں یہ مسئلہ زیر غور آیا تھا تو تمام ممبران نے چودھری صاحب کی حمایت کا متفقہ طور پر فیصلہ کیا تھا اور کسی ایک ممبر نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی تھی نیز عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عبد الرحمٰن عزام پاشا نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ چودھری صاحب کی خدمات کو دیکھتے ہوئے تمام عرب ممالک اس امر کو اپنی خوش قسمتی تصور کرتے ہیں کہ وہ جنرل اسمبلی کے آئندہ اجلاس کی صدارت کے لئے یک زبان ہو کر آپکی حمایت کریں ۔

پوہانگ کے شمال میں کمیونسٹ فوجوں کا شدید حملہ

ٹوکیو ۳۰ اگست ۔ شمالی کوریا کی فوجوں نے مشرقی ساحل کے قریب پوہانگ کے شمال میں ..... نہایت زور کا حملہ شروع کر رکھا ہے ۔ لیکن تازہ خبروں سے پتہ چلا ہے کہ امریکی اور جنوبی کوریا کی فوجیں ٹینکوں اور بھاری توپوں کی مدد سے ان کی پیشقدمی کو روکنے میں کامیاب ہو گئی ہیں اور اب اس علاقے میں ایک مضبوط دفاعی لائن ان کے قبضے میں آ گئی ہے جو محراب کی شکل میں پوہانگ شہر کے شمال مغرب میں پھیلی ہوئی ہے آج انہوں نے ...... رہا گئے کا شہر خالی کر دیا ہے ۔ اس پر کل انہوں نے قبضہ کیا تھا ۔ پچھلے چند روز میں یہ شہر کئی بار متحارب فوجوں کے قبضے میں آ چکا ہے ۔ وسطی محاذ پر شمالی کوریا کی فوجوں نے آج پھر دریائے نکتانگ کو پار عبور کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکیں ۔ جنوب میں ۴۸ گھنٹے کی شدید لڑائی کے بعد امریکی فوجوں کو کچھ پیچھے ہٹنا پڑا ہے ۔

دولت مشترکہ کی نمائندہ کانفرنس میں پاکستان کو فنی امداد بہم پہنچانے کے سوال پر غور کیا جائے گا

لنڈن ۳۰ اگست ۔ معلوم ہوا ہے کہ جنوب مشرقی ایشیا کو اقتصادی مدد دینے کے لئے دولت مشترکہ کے نمائندوں کی جو کانفرنس یہاں منعقد ہو رہی ہے اس میں اس سوال پر بھی غور کیا جائے گا کہ برطانیہ اور دولت مشترکہ کے دوسرے ممالک پاکستان کو کس قسم کی صنعتی امداد اور فنی مشورے دے سکتے ہیں ۔ پاکستان میں ترقی کی بہت سی نئی سکیموں کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلے میں اس کو فنی امداد بہم پہنچانے کا سوال بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے ۔ امداد کی شکل یہ ہوگی کہ پاکستانی طلبا فنی تربیت حاصل کرنے کے لئے برطانیہ اور دوسرے ملکوں میں جائیں گے ۔ اور دوسرے ممالک کے فنی ماہرین کو کارخانوں اور تربیتی مراکز کے قیام کے سلسلے میں پاکستان بھیجا جائے گا ۔

ہندوستان کو بین الاقوامی ذمہ داریوں سے روگردانی کا مزید موقع دینا انتہائی خطرناک ثابت ہوگا

سلامتی کونسل کو جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کا انتباہ

مظفر آباد ۳۰ اگست ۔ جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ نے سلامتی کونسل کو خبردار کیا ہے کہ ہندوستان کو بین الاقوامی ذمہ داریوں سے روگردانی کا مزید موقعہ دینا انتہائی خطرناک ثابت ہوگا ۔ آج مجلس عاملہ نے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں اقوام متحدہ پر زور دیا گیا کہ وہ تمام ریاست میں ایسے حالات پیدا کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت کام میں لائے کہ جن میں آزاد و غیر جانبدار رائے شماری جلد سے جلد ہو سکے ۔ قرارداد میں مزید کہا گیا ہے کہ صلح صفائی کا دور ختم ہو چکا اب گول مول کارروائیاں اور کاغذی فیصلے کرنے کا وقت نہیں ہے ۔ اس مسئلے کے منصفانہ حل کیلئے اب مؤثر اقدامات ضروری ہیں ۔ کشمیر کے لوگ اپنے وطن کو ہرگز تقسیم نہیں ہونے دیں گے ۔ اور نہ ہی مطلق العنان حکومت جاری رکھنے کا کوئی انتظام قبول کریں گے وہ یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے حق خود اختیاری پر آنچ آئے ۔ قرارداد میں ہندوستان کی ہٹ دھرمی اور بدنیتی و تعلل پر بہت غم و غصہ کا اظہار کیا گیا ہے ۔

صوبائی وزراء داخلہ کی اہم کانفرنس

کراچی ۳۰ اگست ۔ ۶ ستمبر کو دار الحکومت میں صوبائی وزراء اعظم اور وزرائے داخلہ کی ایک اہم کانفرنس منعقد ہو رہی ہے ۔ جس کی صدارت وزیر داخلہ آنریبل خواجہ شہاب الدین کریں گے اس کانفرنس میں داخلی امن و امان برقرار رکھنے کے سلسلے میں بعض اہم مسائل پر غور کیا جائیگا ۔ خیال ہے صوبوں کے چیف سیکرٹری ہوم سیکرٹری اور پولیس افسران بھی اس میں شریک ہوں گے ۔

ایڈیٹر :- روشن دین تنویر بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے کو اپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ لاہور طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

روزنامہ الفضل — لاہور
۳۱ اگست ۱۹۵۰ء

بیع — ربوٰ — مزارعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب مولانا طلس ازہری پور ہزارہ کا ایک مضمون ہفت روزہ "آفاق" کی اشاعت ۲۰ اگست میں شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ نے از روئے قرآن کریم مزارعت کو حرام ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ آپ نے جس انداز سے استدلال کیا ہے۔ وہ ہم آپ ہی کے الفاظ میں ذیل میں درج کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

معاشی معاملات کے جائز و ناجائز کے بارے میں اس نے اپنا اصولی و معیاری تصور جن آیات میں بیان کیا ہے۔ ان میں سے صرف ایک آیت کو ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے ہمارا اصل مقصد بڑی حد تک واضح ہو جاتا ہے

احل اللّٰہ البیع وحرم الربٰو

"اللہ نے معاملہ بیع کو حلال اور معاملہ سود کو حرام قرار دیا ہے"

اس آیات میں جو قانونی تصور بیان کیا گیا ہے۔ وہ گو بظاہر معاملہ بیع اور معاملہ سود تک محدود نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں وہ معاشی معاملات کی دو بڑی قسموں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ......

معاملہ بیع سے مراد وہ معاملہ ہے جس میں ایک فریق دوسرے فریق کو کوئی ایسی چیز دیتا ہے۔ جس کے حاصل کرنے پر اس کی طرف سے سرمایہ اور محنت دونوں چیزیں صرف ہوتی ہیں اور اس کے بدلے میں دوسرے سے اپنا اصل سرمایہ معہ زائد منافع کے لیتا ہے اور معاملہ ربٰو سے مراد وہ معاملہ ہے جس میں ایک فریق دوسرے کو نقود یا اجناس کی شکل میں صرف سرمایہ دیتا ہے۔ اور پھر اس کے بدلے میں دوسرے سے اصل سرمایہ معہ سود کے لیتا ہے ...... ثالث یہ کہ معاملہ مزارعت اپنے اکثر پہلوؤں کے لحاظ سے معاملہ سود کے ساتھ مشابہ ہے جس طرح معاملہ سود میں سود خوار کی طرف سے صرف سرمایہ ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ کسی قسم کی کوئی محنت نہیں ہوتی۔ اسی طرح معاملہ مزارعت میں زمیندار کی طرف سے صرف زمین ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ کسی کی کوئی محنت مشقت نہیں ہوتی۔

نیز جس طرح معاملہ سود میں سود خوار کا اصل سرمایہ اس کے لئے بہرحال محفوظ ہوتا ہے۔ اور لینے والے کے ذمہ پر بہر کیف واجب الادا ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح معاملہ مزارعت میں زمیندار کی اصل زمین اس کے لئے بہرحال محفوظ ہوتی ہے۔ یعنی جس طرح مکان فرنیچر اور مشینری وغیرہ کو استعمال کرنے سے ان کی مالیت اور قیمت میں کمی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح زمین کو استعمال کرنے سے اس کی قیمت و مالیت میں کچھ کمی واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ زمین کاشت سے پہلے جتنی مالیت و قیمت کی ہوتی ہے۔ کاشت کے بعد بھی اسی قیمت و مالیت کی رہتی ہے۔ اور کاشت کار کے ذمہ اس کا واپس لوٹانا بھی ضروری ہوتا ہے۔ نیز جس طرح معاملہ سود میں سود خوار اپنے اصل سرمایہ سے زائد جو کچھ بھی لیتا ہے۔ وہ اس کی محنت کا ثمرہ نہیں بلکہ دوسرے کی محنت کا ثمرہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنا حق نہیں بلکہ دوسرے کا حق لیتا ہے۔ بالکل اسی طرح معاملہ مزارعت میں زمیندار جو کچھ بھی غلہ وغیرہ لیتا ہے۔ وہ اس کی محنت کا ثمرہ نہیں بلکہ کاشتکار کی محنت کا ثمرہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنا نہیں بلکہ کاشتکار کا حق لیتا ہے۔ مطلب یہ کہ دونوں معاملوں میں ایک فریق کی حق تلفی ایک بالکل لازمی چیز ہوتی ہے۔ نیز جو اجتماعی مفاسد معاملہ سود کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں وہ تمام کے تمام معاملہ مزارعت سے بھی ضرور رونما ہوتے ہیں۔ غرض اکثر پہلوؤں کے لحاظ سے معاملہ سود اور معاملہ مزارعت میں پوری پوری مماثلت اور مشابہت نظر آتی ہے۔ (آفاق لاہور ۲۰ اگست)

اس اقتباس سے معلوم ہوگا کہ فاضل مضمون نگار کے استدلال کا تمام دارومدار بیع کی تعریف پر ہے۔ جو کہ خود آپ نے کی ہے۔ آپ نے بیع کی یہ تعریف کی ہے۔ کہ بیع میں بائع جو چیز بیچتا ہے۔ وہ سرمایہ جمع محنت ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ایک بائع کو خرید و فروخت میں کچھ نہ کچھ محنت ضرور کرنا پڑتی ہے۔ لیکن بیع کی ایسی صورتیں بھی ہیں۔ بلکہ اکثر صورتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ جن میں بائع کو اتنی ہی محنت کرنا پڑتی ہے۔ جتنی کہ ایک ایسے ساہوکار کو جو اپنا روپیہ سود پر دیتا ہے۔ "مثلاً فرض کیجیے کہ الف ایک موچی فروخت کرنے کے لئے ایک جوتا تیار کرتا ہے۔ مگر اس کو کوئی ایسا گاہک نہیں ملتا۔ جو اپنے ذاتی استعمال کے لئے اس کا جوتا فوراً خرید کر اسکی فوری ضرورت کو پورا کر دے۔ ایسے حالات میں (ب) ایک شخص آگے آتا ہے جو الف سے مثلاً ۲ روپیہ میں جوتا خرید لیتا ہے۔ جس کو وہ اپنی دکان پر رکھ لیتا ہے۔ دوسرے یا چوتھے روز (ج) ب کی دکان پر ایک گاہک آتا ہے۔ جس کو جوتے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ ۲ روپیہ ۲ آنہ میں جوتا ب سے خرید لیتا ہے۔ سوال ہے کہ کیا دوسری بیع بیع ہے یا نہیں۔ سوال ہے کہ کیا اسلام میں ب کی بیع ج کے پاس جائز ہے یا ناجائز۔ اگر جائز ہے۔ تو اس لحاظ سے کہ ب کو کوئی خاص محنت نہیں کرنا پڑی۔ ایسی بیع کا ربٰو سے کیا فرق رہ جاتا ہے؟ اس سے ثابت ہوا۔ کہ جناب مولنا طلس صاحب نے جو بیع کی تعریف کی ہے۔ وہ ربٰو کے مقابلہ میں درست نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ ایسی بیع میں ب کو اتنی ہی محنت کرنا پڑی ہے۔ جتنی کہ کسی سود خوار ساہوکار کو سودی روپیہ دینے میں پڑتی ہے۔

پھر سوال ہوتا ہے۔ کہ بیع اور ربٰو میں حقیقی فرق کیا ہے۔ اور اسلام نے بیع کو کیوں حلال اور ربٰو کو کیوں حرام کیا ہے؟ اگر غور کیا جائے تو فرق نظر آجائے گا۔ بیع میں سرمایہ اور نفع دونوں خطرہ میں ہوتے ہیں۔ مثلاً بازاری قیمت چڑھتی اور گرتی رہتی ہے۔ ہم نے جو جوتے کی مثال اوپر دی ہے۔ اس کو لیا جائے۔ تو یہ بہت ممکن ہے۔ کہ ب بجائے ۲ روپیہ ۲ آنہ حاصل کرنے کے صرف ایک روپیہ چودہ آنے حاصل کر سکے۔ لیکن ربٰو میں یہ احتمال نہیں ہے۔ سود خوار کا نہ صرف اصل زر محفوظ ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا نفع یعنی سود بھی محفوظ ہوتا ہے۔ بیع ایک ایسی چیز ہے۔ جس میں قدرت کا دخل باقی رہتا ہے۔ لیکن ربٰو میں ہر چیز عقل کے مطابق متعین ہوتی ہے۔ ایک بیوپاری کو جس کو ہر وقت نقصان کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ہر وقت رجوع کرنے کا موقع ہوتا ہے۔

لیکن ایک سود خوار جس کا اصل سرمایہ اور نفع ہر طرح محفوظ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جلد بھول جاتا ہے اور اس کا یہ یقین کہ اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اس کو مغرور بنا کر اللہ تعالیٰ سے منحرف کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے ربٰو حرام کر دیا ہے کیونکہ اس کا انسانی اخلاق پر براہ راست نہایت برا اثر پڑتا ہے۔ اور انسان وہ تربیت نفس نہیں کر سکتا جو اسلام کا منتہائے مقصود ہے۔ لیکن بیع میں یہ صورت نہیں ہوتی جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں۔ بیع میں اگر نفع کی امید ہوتی ہے تو نقصان کا بھی خطرہ لگا رہتا ہے۔ اور انسان کا تمام انحصار اپنی عقل اور تدبیر پر نہیں ہوتا بلکہ بہت کچھ قدرت پر ہوتا ہے۔ جس سے انسان ہر وقت اپنی اصلاح نفس کا موقع حاصل کرتا رہتا ہے۔

جناب طلس صاحب نے بیع اور ربٰو کے اس فرق کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور محنت و سرمایہ کی الجھن میں پڑ گئے ہیں۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو محنت بھی دراصل ایک قسم کا سرمایہ ہی ہوتی ہے اور اس میں بھی قدرت کے عطیہ کا دانی حصہ ہوتا ہے۔ بیشک ہر موچی مشق سے جوتا بنانے لگتا ہے مگر بعض قدرتی طور پر جوتا بنانے کی دوسروں سے زیادہ قابلیت رکھتے ہیں اور ان کے مقابلہ میں معمولی موچی اچھا جوتا نہیں بنا سکتے ایک ایسے قابل موچی کے جوتے کی قیمت ایک معمولی کاریگر کے جوتے سے ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے۔ حالانکہ دونوں کے پاس ایک سے ہی ہتھیار اور ایک سا ہی خام مال ہوتا ہے پھر کیا مولانا طلس صاحب کے خیال میں فطری کاریگر جو اپنے جوتے کی قیمت معمولی کاریگر کے جوتے سے زیادہ لیتا ہے ناجائز ہوتی ہے؟ مثلاً معمولی کاریگر کا جوتا ۲ روپیہ میں بکتا ہے مگر ایک فطری کاریگر کا جوتا جس میں ویسا ہی میٹریل لگا ہوتا ہے ۴ روپیہ میں بکتا ہے تو کیا یہ ترجیح جو محض قدرت کے عطیہ کی وجہ سے اسکو حاصل ہے ناجائز ہے اور وہ ۲ روپیہ جو دوسروں سے زائد لیتا ہے ناجائز لیتا ہے؟ حالانکہ دونوں ایک سا میٹریل اور ایک جتنی محنت کرتے ہیں۔ پھر بھی ایک دوسرے سے دوگنا لے جاتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی بیع میں محنت کا عنصر داخل کر کے مولانا طلس صاحب نے جو مصنوعی فرق بیع اور ربٰو میں پیدا کیا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ اور بیع اور ربٰو میں از روئے اسلام

(باقی صـــ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغ کے سنہری اصول

مبلغ کی کامیابی کا معیار نومسلموں کی تعداد نہیں

بلکہ اس کی اپنی تبلیغی جدوجہد ہے

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

ہمارے ایک دوست جو ایک یورپین ملک میں تبلیغ اسلام کی غرض سے گئے ہوئے ہیں ایک خط میں لکھتے ہیں کہ تبلیغ کے کام میں ہمارے سامنے ایک بڑی مشکل یہ درپیش رہتی ہے کہ ہماری تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ کا معیار کیا سمجھا جائے؟ لوگ عموماً نومسلموں کی تعداد سے کسی مبلغ کی کامیابی کا اندازہ لگاتے ہیں۔ اور اگر کسی مبلغ کے زمانہ میں نومسلموں کی تعداد کم ہو تو وہ اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ مبلغ کامیاب نہیں رہا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جہاں ملکی حالات کے ماتحت نومسلموں کی تعداد شروع شروع میں زیادہ نہیں ہوتی۔ وہاں نہ صرف مبلغ کو ناکام سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات خود مبلغ کے دل میں بھی ایک گونہ احساس کمتری کا جذبہ پیدا ہو کر اس کے تبلیغی شوق اور تبلیغی جدوجہد کو کمزور کر دیتا ہے۔ یہ الفاظ میرے ہیں۔ مگر ہمارے اس دوست کے خط کا مفہوم کچھ اسی سے ملتا جلتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس دوست نے اسلامی طریق تبلیغ کے متعلق بھی کچھ روشنی چاہی ہے۔

سو میں ذیل میں ان ہر دو سوالوں کا مختصر مگر اصولی جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ پہلے میں دوسرے سوال کو لیتا ہوں جو تبلیغ کے طریق سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ حقیقۃً اسی پر پہلے سوال کے جواب کا بڑی حد تک دارومدار ہے۔ سوال یہ ہے (گو اس میں بھی الفاظ میرے ہیں اور مفہوم ہمارے دوست کا) کہ تبلیغ کا اسلامی طریق کیا ہے۔ یعنی اسلام نے تبلیغ کے طریق کے متعلق کونسی اصولی ہدایت جاری کی ہے؟ سو اس کے جواب میں میں اس جگہ صرف چار قرآنی آیتوں پر اکتفا کروں گا۔ جو مختصر ہونے کے باوجود اپنے اندر وسیع معانی رکھتی ہیں۔ ایک جگہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ:-

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن۔

(سورہ نحل آیت ۱۲۶)

"یعنی اپنے خدا کے رستہ کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ دعوت دو اور اگر مجادلہ کا رنگ پیدا ہو جائے تو احسن دلائل کے ساتھ بحث کرو۔"

یہ آیت جیسا کہ اس کے الفاظ سے عیاں ہے بظاہر بہت مختصر ہے۔ مگر اس کے اندر معانی کا ایک وسیع دریا مخفی ہے۔ جس سے ہر شخص اپنی استعداد اور اپنے حالات کے مطابق عظیم الشان فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن اس آیت کے مفہوم کو پوری طرح سمجھنے کے لئے اس کے چار مرکزی لفظوں کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے۔ یہ الفاظ (۱) حکمت اور (۲) موعظہ حسنہ اور (۳) مجادلہ اور (۴) احسن کے الفاظ ہیں۔ سب سے اول نمبر پر حکمت کا لفظ ہے۔ جس کے معنے عربی زبان میں عقل اور دانائی کی بات کے ہیں جو حق و انصاف کے مطابق ہو۔ اور اس میں بردباری اور وقار کا رنگ بھی پایا جائے۔ اور چونکہ ایسی بات کے لئے مخاطب کے خیالات کا علم ہونا بھی ضروری ہے تاکہ مرض کے مطابق علاج تجویز کیا جا سکے۔ اس لئے حکمت کے مفہوم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ دوسرے فریق کے خیالات اور عقائد کے ازالہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کہی جائے پس حکمت سے ایسی عقلی دلیلیں مراد ہونگی (اور اس کے اندر منقولی دلیلیں بھی شامل ہیں) جو حق و صداقت کے مطابق دوسرے فریق کے خیالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بیان کی جائیں اور یہی کامیاب تبلیغ کی سب سے پہلی شرط ہے۔ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اول تو وہ سمجھتے ہی نہیں کہ عقلی دلیل ہوتی کیا ہے۔ بلکہ وہ ہر رطب و یابس کو عقلی دلیل خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ عقلی دلیل کے سمجھنے کا شعور رکھتے بھی ہوں تو اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ یہ دلیل صداقت کے مطابق بھی ہے یا نہیں بلکہ فریق مخالف کو چپ کرانے کے لئے جو جائز و ناجائز ذریعہ بھی خیال میں آئے اسے بلادریغ اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر اگر وہ صداقت کا خیال رکھیں بھی تو کم از کم اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ فریق مخالف کن خیالات اور کن عقائد کا انسان ہے۔ حالانکہ اس کے بغیر کوئی تبلیغ مؤثر اور کامیاب نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جب مرض کا ہی علم نہیں تو علاج کس طرح تجویز کیا جا سکتا ہے۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ کامیاب تبلیغ کی پہلی شرط حکمت ہے یعنی (الف) صحیح عقلی دلیل استعمال کرنا (ب) صداقت پر قائم رہنا اور (ج) دوسرے فریق کے عقائد اور خیالات کو مدنظر رکھ کر بات کرنا

دوسرا لفظ اس قرآنی آیت میں موعظہ حسنہ ہے۔ جس کے معنے عربی محاورہ میں اس کلام کے ہیں جس میں ایسے جذبات کا عنصر پایا جائے۔ جو تبشیر و انذار یعنی ترغیب و ترہیب کا رنگ رکھتا ہو۔ یعنی اس کے بعض پہلو مخاطب کو محبت کے اظہار اور انعام و اکرام کے وعدہ کے ذریعہ کھینچنے والے ہوں۔ اور بعض انکار اور نافرمانی کی صورت میں سزا اور عذاب کا منظر پیش کر کے خوف دلاتے ہوں۔ ظاہر ہے کہ انسانی فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ بسا اوقات محض خشک فلسفیانہ دلیلوں سے تسلی نہیں پاتی۔ اور اگر تسلی پا بھی جائے۔ تو اس کے اندر وہ زندگی کی حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ جو خدا کی طرف کھینچنے اور خدا کی طرف رغبت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ پس قرآن نے کامیاب تبلیغ کے لئے دوسری شرط یہ مقرر فرمائی ہے کہ اس میں صرف عقلی دلیلوں سے ہی کام نہ لیا جائے بلکہ جذباتی باتوں کو بھی داخل کیا جائے۔ جو مخاطب کے دل میں ایک طرف صداقت کی محبت اور اسے قبول کرنے کے فوائد اور دوسری طرف باطل کی نفرت اور صداقت کو رد کرنے کے نقصانات کا احساس پیدا کرنے والی ہوں۔ حدیث میں متعدد صحابہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں اس طرح وعظ فرماتے تھے۔ کہ گویا اس وقت جنت و دوزخ کھلے طور پر ہمارے سامنے آجاتے تھے۔ اور ہم پورے یقین کے ساتھ محسوس کرنے لگ جاتے تھے کہ یہ رستہ باغ کا ہے اور یہ رستہ آگ کا۔ پس کامیاب تبلیغ کے لئے دوسری ضروری شرط موعظہ حسنہ یعنی اپنی تبلیغ میں عقلی دلیلوں کے علاوہ جذباتی باتوں کو بھی داخل کرنا تاکہ سننے والا اچھی طرح سمجھ لے۔ کہ جو بات اس کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ وہ صرف عقلی لحاظ سے ہی درست نہیں بلکہ اسے قبول کرنے میں اس کا اپنا ہی فائدہ اور اسے رد کرنے میں اس کا اپنا ہی نقصان ہے۔ اور پھر تاریخی مثالوں اور تمثیلوں وغیرہ کے ذریعہ بھی اس پہلو کو بہت اچھی طرح واضح کیا جائے۔ جیسا کہ قرآن شریف کا طریق ہے۔ نادان لوگ سمجھتے ہیں کہ قرآن شریف نعوذ باللہ قصے بیان کر رہا ہے۔ حالانکہ قرآن شریف قصوں کی کتاب نہیں بلکہ اس نے موعظہ حسنہ کے اصول پر اپنی عقلی دلیلوں کو جذباتی باتوں کا خمیر دینا ضروری خیال کیا ہے۔

تیسرا لفظ اس آیت میں مجادلہ ہے۔ اس لفظ کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ گو روٹ ایک ہی ہے۔ مگر حقیقۃً عربی زبان میں جدل اور جادل کے معنے میں فرق ہے جدل کے معنے جھگڑا پیدا کرنے اور مخالفت میں ناواجب شدت اختیار کرنے کے ہیں۔ لیکن اس کے مقابل پر جادل میں (جس سے مجادلہ کا لفظ نکلا ہے) ایک دوسرے کے مقابل پر بات کرنے اور اختلاف رائے کے طریق پر تبادلہ خیالات کرنے کے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے کان الانسان اکثر شیء جدلاً "یعنی انسان سب مخلوق سے زیادہ جھگڑنے والا اور مخاصمت برپا کرنے والا ہے" اور اس کے مقابل پر دوسری جگہ حضرت ابراہیم کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ یجادلنا فی قوم لوط ان ابراهیم لحلیم اواه منیب "یعنی ابراہیم نے لوط کی قوم کے متعلق ہم سے سوال و جواب کے رنگ میں گویا بحث شروع کر دی۔ بے شک ابراہیم ایک بہت نرم دل اور رقت اور شفقت کے ساتھ جھکنے والا انسان تھا" ان دونوں استعمالوں سے ظاہر ہے کہ جہاں جدل کے معنے بے جا رنگ میں مخاصمت کرنے اور جھگڑا برپا کرنے کے ہیں وہاں مجادلہ کا لفظ عموماً محض سوال و جواب کے رنگ میں بحث کرنے کے معنے استعمال ہوتا ہے۔ بے شک قرآن شریف میں بعض مثالیں بظاہر اس استعمال کے خلاف بھی نظر آتی ہیں۔ مگر یہ مثالیں ایسی ہیں کہ مناسب غور اور تدبر سے انہیں حل کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال مجادلہ کے لفظ میں قرآن شریف نے تبلیغ کی تیسری شرط کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنی یہ کہ تبلیغ کرتے ہوئے کبھی بے جا مخالفت اور ناواجب جھگڑے کا رنگ نہ پیدا کیا جائے۔ بلکہ مناسب اور معقول تبادلہ خیالات کی صورت تک محدود رہنا چاہیئے ورنہ ضد اور سطحیت کے سوا کوئی اور نتیجہ نہیں نکلے گا۔ اسی لئے دوسری جگہ قرآن شریف فرماتا ہے کہ اذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاماً (ھود آیت ۱۰۷) "یعنی سچے مومنوں کا یہ طریق ہوتا ہے کہ جب انہیں جاہل لوگ ناواجب بحث میں الجھانا چاہیں تو وہ صداقت کے لئے سلامتی چاہتے ہوئے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔"

چوتھا لفظ اوپر کی آیت میں احسن ہے۔ جس کے معنے عربی زبان میں بہترین چیز کے ہیں۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ اگر منکر صداقت کے ساتھ ایک مبلغ کے لئے مجادلہ کی صورت پیدا ہو جائے تو پھر اس مجادلہ میں بہترین دلائل سے کام لینا چاہیئے نہ کہ رطب و یابس کے ذخیرہ سے دلائل کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی جائے۔ کئی لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ مخالف فریق سے بات کرتے ہوئے اپنے دلائل کی تعداد بڑھانے کے شوق میں رطب و یابس کا طومار جمع کرتے جاتے ہیں۔ اور ایسا کرنے میں کچھ تو ان کے اپنے نفس کا دخل ہوتا ہے جو دلائل کی کثرت میں گویا اپنے لئے فخر کا سامان دیکھتا ہے۔ اور کچھ وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ شاید اس طرح فریق ثانی مرعوب ہو کر خاموش ہو جائے گا لیکن نتیجہ عموماً الٹ نکلتا ہے۔ کیونکہ ہوشیار مخالف فوراً اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور مضبوط دلیلوں کی طرف سے آنکھیں بند کر کے صرف کمزور دلیل کا رد شروع کر دیتا ہے۔ اور اس طرح بعض اوقات اسے باطل پر ہونے کے باوجود ایک جزوی اور وقتی کامیابی میسر آجاتی ہے۔ اس لئے ہمارا حکیم و علیم خدا تاکید فرماتا ہے کہ تم مجادلہ میں خواہ مخواہ دلائل کی کثرت کا خیال نہ کیا کرو بلکہ صرف ایسی دلیلیں استعمال کیا کرو جو ہر جہت سے احسن ہوں۔ تاکہ دوسرے فریق کو تمہاری بحث کے کمزور حصہ سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہ ملے ظاہر ہے کہ اگر ایک مبلغ دلائل کی کثرت کے خیال کو ترک کر کے اپنے آپ کو صرف پختہ اور مضبوط دلیلوں تک محدود رکھے جنہیں قرآن شریف نے احسن کے لفظ سے یاد کیا ہے

تو منکرِ صداقت کو کبھی اس کی ان دلیلوں پر حملہ کرنے اور انہیں غلط ثابت کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ اور اگر وہ ملمع سازی کے رنگ میں اسکی جرأت کرے گا۔ تو دنیا کی نظروں میں اپنے آپ کو خود ذلیل کرے گا۔ ولا یفلح الساحر حیث اتیٰ۔ پس کامیاب تبلیغ کے لئے چوتھی ضروری شرط قرآن شریف یہ بیان کرتا ہے۔ کہ مبلغ کی ہر دلیل جسے وہ مخالفوں کے سامنے پیش کرے۔ ہر جہت سے احسن ہونی چاہیئے۔ تاکہ اس کے خلاف باطل کو سر اٹھانے کی جرأت ہی نہ ہو۔ اسی طرح احسن کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہے۔ کہ صرف دلیلیں ہی احسن نہ ہوں۔ بلکہ ان کے پیش کرنے کا پیرایہ بھی احسن ہونا چاہیئے۔ کئی مبلغ پختہ دلیل رکھتے ہوئے اپنے غلط پیرایہ کی وجہ سے وقتی طور پر زک اٹھا جاتے ہیں۔

پانچویں شرط قرآن شریف ایک دوسری آیت میں پیش فرماتا ہے۔ جو یہ ہے:

ماعلی الرسول الا البلاغ المبین۔ (نور آیت ۵۵)

"یعنی صداقت کے پیغام بر پر صرف پیغام کا پہنچانا ہی فرض نہیں۔ بلکہ اس کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ یہ پیغام واضح اور غیر مشکوک الفاظ میں کھلے کھلے طور پر پہنچائے"

اس قرآنی آیت میں تبلیغ کی یہ شرط بیان کی گئی ہے۔ کہ ایک مبلغ کو صداقت کے پہنچانے میں ایسا رنگ ہرگز نہیں اختیار کرنا چاہیئے۔ جس میں یا تو مداھنت کی صورت پائی جائے۔ یا انسان اپنے ماحول سے متاثر ہو کر یا فریق ثانی کے غلط خیالات کا ناواجب لحاظ کرتے ہوئے گول مول بات کر جائے۔ حتیٰ کہ مخاطب کو اس بات کا احساس ہی نہ پیدا ہو۔ کہ اسے کسی ایسی اہم صداقت کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ جس کا قبول کرنا اس کے لئے زندگی اور اس کا رد کرنا موت کے مترادف ہے۔ کیونکہ یہ طریق نہ صرف حق کی اشاعت کے لئے روک بن جاتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات بالواسطہ طور پر باطل خیالات کی تقویت کا بھی موجب ہو جاتا ہے۔ اور اسی کی وجہ سے جو زنگ خود مبلغ کے دل پر لگتا ہے۔ وہ مزید براں ہے۔ اسی لئے خدا تعالے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ:

فاصدع بما تؤمر (حجر آیت ۹۶)

"یعنی اے رسول جو پیغام ہم نے تجھے دیا ہے۔ اسے خوب کھول کھول کر لوگوں تک پہنچا۔ اور اس کے پہنچانے میں کسی قسم کا پردہ نہ رکھ۔"

اس کے بعد تبلیغ کی **چھٹی شرط** قرآن شریف اس آیت میں بیان فرماتا ہے۔ کہ:-

یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ (مائدہ آیت ۶۸)

"یعنی اے رسول لوگوں تک وہ سارا پیغام پہنچا۔ جو تیرے رب نے تیرے سپرد کیا ہے اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا۔ (یعنی کچھ حصہ پیغام کا پہنچائے گا اور کچھ نہیں پہنچائیگا) تو خدا کے نزدیک تو اس کے پیغام کو پہنچانے والا نہیں سمجھا جائے گا۔"

اس اہم آیت میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ ایک مبلغ کا یہ فرض ہے۔ کہ **سارے کا سارا پیغام** پہنچائے۔ اور ایسا نہ کرے کہ لوگوں کی مخالفت کا خیال کر کے یا اپنی واہ واہ کرانے کے لئے بعض باتوں کا ذکر ترک کر دے۔

بعض مبلغوں میں یہ کمزوری ہوتی ہے۔ کہ وہ اس بات سے ڈر کر کہ شاید فلاں تعلیم میرے مخاطبین کو اچھی نہ لگے۔ بعض باتوں کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور صرف ایسی باتیں زبان پر لاتے ہیں۔ جن کے متعلق انہیں یقین ہوتا ہے۔ کہ وہ ان باتوں کے ذریعہ اپنے مخاطبین کو خوش کر سکیں گے۔ اور مخالفت کا خطرہ نہیں رہے گا۔ مگر خدا فرماتا ہے۔ کہ یہ ایک خطرناک طریق ہے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہے۔ وہ دراصل خدا کا پیغام پہنچاتا ہی نہیں۔ بلکہ صرف اپنے نفس کی بات پہنچاتا ہے۔ خدا کے پیغام کے متعلق تو تب سمجھا جائے گا۔ کہ وہ پہنچا دیا گیا۔ کہ جب انسان بلا خوف لومۃ لائم ساری کی ساری بات پہنچائے۔ ورنہ یہ ایسا ہی ہے۔ کہ ایک ماہر ڈاکٹر کسی مریض کے لئے ایک نسخہ تحریر کرے۔ لیکن دوائی دینے والا شخص جو طب کے علم سے ناواقف ہے۔ اس نسخہ کی بعض دوائیوں کو حذف کر کے گویا ایک نیا نسخہ ہی تجویز کر دے۔ مگر افسوس ہے کہ آجکل بعض مبلغ اپنی طبیعت کی کمزوری یا اپنے ماحول کے ناواجب رعب کی وجہ سے ساری کی ساری صداقت کو پہنچانے سے ڈرتے اور گریز کرتے ہیں۔ اور خدا کے بابرکت نسخہ کو بدل کر امید رکھتے ہیں۔ کہ ہم خود اپنے جاہلانہ نسخہ سے مریض کو اچھا کر لیں گے۔ ھیھات ھیھات لما یصفون۔

تبلیغ کی **ساتویں شرط** اس حکیمانہ آیت میں بیان کی گئی ہے۔ کہ:-

یاایھا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ (صف آیت ۳-۴)

"یعنی اے مومنو تم ایسی باتوں کے دعویدار کیوں بنتے ہو۔ جن پر تم خود عمل نہیں کرتے۔ خدا کے نزدیک یہ طریق نہایت درجہ ناپسندیدہ ہے۔ کہ تم ایسی باتوں کے دعوے کرو۔ جن پر تمہارا اپنا عمل نہیں۔"

اس آیت میں مبلغین اسلام کو اس زرین اصول کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ جب وہ کسی علاقہ میں مبلغ بن کر جائیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ جو تعلیم وہ لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس کا عملی نمونہ بھی پیش کریں۔ ورنہ ان کی تبلیغ ایک نمائش سے زیادہ حقیقت نہیں رکھے گی۔ اور ہر عقلمند انسان یہی خیال کرے گا۔ کہ یہ ایک صرف منافقانہ تبلیغ ہے۔ جس کے اندر کچھ بھی حقیقت نہیں۔ پس ہر مبلغ کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ اپنی تبلیغ کا عملی نمونہ پیش کرے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ:-

ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (احزاب آیت ۲۲)

"یعنی اے مسلمانو ہمارا یہ رسول تمہارے سامنے اس تعلیم کا بہترین نمونہ پیش کر رہا ہے۔ جو وہ ہماری طرف سے لیکر آیا ہے پس جہاں تم اسکی باتوں کو سنو اور مانو وہاں تمہارا یہ بھی فرض ہے۔ کہ تم اپنے اعمال بھی اس کے اعمال کے مطابق بناؤ۔"

حق یہ ہے کہ اگر قولی تبلیغ کے ساتھ مبلغ کا ذاتی نمونہ شامل نہ ہو۔ تو اسکی تبلیغ ایک مردہ اور بے جان لاش سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ جو لوگوں کی کشش کا باعث ہونے کی بجائے یقیناً ان کے دلوں میں دوری اور بیزاری پیدا کرنے کا موجب بن جائیگی۔ اور وہ اسے ایک سینما شو سے زیادہ حقیقت نہیں دیں گے۔

الغرض قرآن شریف اسلامی تبلیغ کے لئے **سات سنہری اصول** بیان فرماتا ہے یعنی:

(۱) تبلیغ میں ایسے **عقلی دلائل** اور دانائی کی باتوں سے کام لیا جائے۔ جو ایک طرف حق وصداقت پر مبنی ہوں۔ اور دوسری طرف ان میں فریق ثانی کے عقائد اور خیالات کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔ تاکہ بیماری کے مطابق صحیح علاج تجویز ہو سکے۔

(۲) تبلیغ میں عقلی دلائل کے علاوہ ایسی **جذباتی دلیلیں** بھی شامل کی جائیں۔ جو تبشیر و انذار اور ترغیب و ترہیب کے پہلو سے تعلق رکھتی ہوں۔ تاکہ مخاطب اس بات کو محسوس کرے۔ کہ اسے ایک ایسی صداقت کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ جسے قبول کرنا خود اسکی اپنی زندگی اور ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اور جسے رد کرنا خود اس کے اپنے نقصان اور خسارہ اور روحانی موت کا باعث ہے۔

(۳) اگر فریق ثانی کے ساتھ بحث کی صورت پیدا ہو جائے۔ تو اس میں **ناواجب مخاصمت** کا رنگ بالکل نہ آنے دیا جائے۔ بلکہ صرف معقول اور باوقار تبادلہ خیالات تک اپنے آپ کو محدود رکھا جائے۔ اور اگر دوسرے فریق کی طرف سے ضد اور کج بحثی کا طریق اختیار کیا جائے۔ تو مبلغ کو چاہیئے کہ صداقت کے لئے سلامتی چاہتے ہوئے اس مجلس کو چھوڑ دے۔

(۴) مجادلہ کی صورت میں دلائل کی تعداد بڑھانے کے لئے خواہ نخواہ رطب یابس دلیلوں کا ذخیرہ نہ جمع کیا جائے۔ بلکہ صرف ایسی پختہ اور مضبوط دلیلیں پیش کی جائیں۔ (خواہ وہ تھوڑی ہوں) جو ہر جہت سے احسن ہوں۔ تاکہ فریق ثانی کمزور دلیلوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر صداقت پر پردہ نہ ڈال سکے۔

(۵) تبلیغ میں **مداہنت کا رنگ** بالکل نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ صاف صاف بات کی جائے۔ اور قبول کرنے کے فوائد اور انکار کرنے کے نقصانات واضح طور پر بتا دیئے جائیں۔ تاکہ فریق ثانی کو حقیقت کے سمجھنے اور اسکی اہمیت کو محسوس کرنے میں آسانی ہو۔ اور وہ قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکے۔ کہ مجھے تو کوئی بات کھول کر بتائی ہی نہیں گئی۔

(۶) اپنے مخاطبین کے انکار سے ڈر کر یا ماحول سے مرعوب ہو کر یا خود اپنی واہ واہ کی غرض سے یہ نہ کیا جائے کہ خدائی پیغام کا وہ حصہ تو پہنچا دیا جائے۔ جس کے متعلق خیال ہو۔ کہ اسے فریق ثانی آسانی سے قبول کر لے گا۔ اور اس حصہ کو ترک کر دیا جائے۔ جس کے متعلق انکار اور مخالفت کا اندیشہ ہو۔ بلکہ ساری کی ساری صداقت پہنچائی جائے۔ ورنہ ایسے شخص کے متعلق خدا کے دربار میں یہی لکھا جائے گا۔ کہ اس نے خدا کا پیغام نہیں پہنچایا۔

(۷) مبلغ کو اس تعلیم کا بہترین نمونہ بننا چاہیئے۔ جو وہ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ورنہ اُس کی تبلیغ بالکل بے اثر اور بے جان رہے گی۔

اب رہا اس مضمون کا **دوسرا سوال** کہ اسلام نے تبلیغ کے نتیجہ کا معیار کیا مقرر کیا ہے؟ یعنی کیا صرف نومسلموں کی تعداد ہی وہ کسوٹی ہے۔ جس سے ایک مبلغ کی کامیابی کو پرکھا جا سکتا ہے۔ یا کہ قرآن شریف اس کے علاوہ کوئی اور معیار بھی پیش فرماتا ہے؟ سو اس کے متعلق اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ گو طبعاً انسانی فطرت ٹھوس اور معین نتائج سے زیادہ خوش ہوتی ہے۔ اور مومنوں کی تعداد تو ایسی چیز ہے۔ کہ اس کا خیال ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذہن سے بھی اوجھل نہیں تھا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:-

انی مکاثر بکم الامم (ابوداؤد)

"یعنی اے مسلمانو اپنی تعداد کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی کوشش کرو۔ کیونکہ میں قیامت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے دن دوسری امتوں کے مقابل پر اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔"

مگر پھر بھی اس بات میں شبہ نہیں کہ ہر حال میں نومسلموں کی تعداد ہی تبلیغ کے نتیجہ کا صحیح معیار نہیں ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:-

لم یصدق نبی من الانبیاء ما صدقت وان من الانبیاء نبیاً ما صدقه من امته الا رجل واحد

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

"یعنی مجھے سب دوسرے نبیوں میں سے زیادہ لوگوں نے قبول کیا ہے۔ اور خدا کے نبیوں میں ایک نبی ایسا بھی گذرا ہے۔ کہ اسے اسکی قوم میں سے ایک فرد واحد کے سوا کسی نے قبول نہیں کیا۔"

اسی حدیث سے ظاہر ہے کہ ہر حال میں ماننے والوں کی تعداد ہی کسی مبلغ کی کامیابی کا آخری معیار نہیں ہوتی۔ کیونکہ حبیب خدا کے نبی اور رسول بھی ایسے ہو سکتے ہیں۔ جنہیں ایک ایک یا دو دو سے زیادہ لوگوں نے نہیں مانا۔ اور دوسری طرف قرآن شریف فرماتا ہے کہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (مجادلہ آیت ۲۲) یعنی خدا کا یہ ازلی فیصلہ ہے۔ کہ میں اور میرے رسول بہر حال غالب اور کامیاب ہوں گے۔ تو اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہر حال میں ماننے والوں کی تعداد کو ہی غلبہ اور کامیابی کا معیار نہیں سمجھا جا سکتا یہ اصول اتنا پختہ اور اتنا یقینی ہے۔ کہ قرآن شریف افضل الرسل سید ولد آدم خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ:-

انما علیک البلاغ وعلینا الحساب (سورہ رعد آیت ۴۱)

"یعنی اے رسول تیری ذمہ واری اس بات پر ختم ہو جاتی ہے۔ کہ تو لوگوں تک خدا کا پیغام پوری طرح پہنچا دے۔ پھر آگے انکار کرنے والوں سے ان کے انکار کا حساب لینا ہمارا کام ہے۔"

اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ:-

انا ارسلناک بالحق بشیراً ونذیراً ولا تسئل عن اصحاب الجحیم۔

(بقرہ آیت ۱۲۰)

"یعنی اے رسول ہم نے تجھے حق اور صداقت کے پیغام کے ساتھ بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے پس تو اپنا پیغام لوگوں تک پہنچا دے۔ پھر جو لوگ اس پیغام کو رد کر کے خود دوزخ کا رستہ اختیار کریں۔ ان کے متعلق تیری کوئی ذمہ داری نہیں سمجھی جائے گی۔"

ان اصولی آیات میں قرآن شریف نے دوٹوک فیصلہ فرما دیا ہے۔ کہ اگر خدا کا ایک رسول (یا اسکی اتباع میں ایک مبلغ) خدا کے پیغام کو کھول کھول کر پہنچا دے۔ اور تبلیغ کی تمام ضروری شرطوں کو ملحوظ رکھے۔ تو بس اسکی ذمہ واری ختم ہو گئی۔ اور لوگوں کے ماننے یا نہ ماننے کے متعلق اس سے سوال نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اس معاملہ میں خدا انکار کرنے والوں سے پوچھے گا۔ کہ تم نے میرے پیغام کو کیوں رد کیا۔ اور جنت کا رستہ چھوڑ کر جہنم کے رستہ پر کیوں پڑ گئے۔ اور علینا الحساب کے الفاظ میں یہ مخفی اشارہ بھی ہے۔ کہ جہاں خدا انکار کرنے والوں سے حساب لیگا۔ وہاں وہ دوسری طرف خود رسولوں سے بھی حساب لے گا۔ کہ کیا انہوں نے پیغام حق کے پہنچانے میں کسی قسم کی غفلت سے تو کام نہیں لیا؟ بہر حال ان آیات سے یہ ظاہر ہے کہ ماننے والوں کی تعداد کو خدا تعالیٰ نے کسی نبی کی کامیابی کا معیار نہیں قرار دیا۔ اور لازماً یہی اصول ایک مبلغ کے معاملہ میں بھی چلنا چاہیئے کہ اگر وہ صحیح طریق پر پیغام پہنچا دے۔ اور اس میں کسی قسم کی سستی یا غفلت سے کام نہ لے۔ اور ان تمام شرائط کو ملحوظ رکھے۔ جو تبلیغ کے لئے ضروری ہیں۔ تو اسکی ذمہ واری ختم ہو جاتی ہے ہاں جس طرح انکار کرنے والوں سے جو خود اپنی مرضی سے دوزخ کا رستہ اختیار کرتے ہیں۔ انکار کا حساب لیا جائے گا۔ اسی طرح مبلغ سے بھی اس بات کا حساب لیا جائیگا۔ کہ کیا اس نے تبلیغ کا حق پوری طرح ادا کیا ہے؟ اگر اس نے یہ حق پوری طرح ادا کر دیا ہے تو خواہ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہونے والا ایک شخص بھی نہ ہو۔ وہ یقیناً خدا کی نظر میں ایک کامیاب مبلغ ہے۔ اور کوئی دانا انسان اس کے کام پر نکتہ چینی نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر اس کے مقابل پر ایک مبلغ نے چند سو لوگوں کو مسلمان تو بنا لیا ہے۔ مگر خدا کے ترازو میں اسکی تبلیغی جدوجہد پوری نہیں اترتی۔ تو باوجود اس ظاہری کامیابی کے وہ خدا کی نظر میں کبھی ایک کامیاب مبلغ نہیں سمجھا جائیگا۔ اور اسے اپنے حساب کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ لیکن اس بنیادی اصول کے باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں سب سے زیادہ لوگوں کا حق کو قبول کرنا اور پھر آپ کا انی مکاثر بکم الامم فرمانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ گو اصولاً ماننے والوں کی تعداد کامیابی کا حقیقی معیار نہیں۔ بلکہ اصل معیار خدا کے رستے میں کوشش اور جدوجہد ہے۔ مگر پھر بھی خدا تعالیٰ سچی کوشش کرنے والوں کی کوشش کو ہرگز ضائع نہیں کرتا اور کسی نہ کسی رنگ میں انہیں ضرور ان کی محنت کا پھل عطا کر دیتا ہے۔

یہ تو سوال زیر بحث کا ایک اصولی جواب تھا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں جو کہ مادیت کے غیر معمولی زور اور عالمگیر انتشار کا زمانہ ہے۔ ایک خاص بات اور بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ اس زمانہ میں دراصل ہمیں افراد کے خیالات کا مقابلہ درپیش نہیں بلکہ باطل نظاموں کا مقابلہ درپیش ہے اور نظاموں کے مقابلہ میں لڑائی کا طریق بدل جایا کرتا ہے۔ جہاں افراد کے خیالات کا مقابلہ ہو وہاں مبلغ کی جدوجہد کی پہلی زد افراد پر پڑتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ایک ایک دو دو کر کے سعید روحیں صداقت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونی شروع ہو جاتی ہیں حتی کہ آہستہ آہستہ ان ایک ایک دو دو کے ملنے سے ایک بھاری جماعت بن جاتی ہے مگر جہاں اصل مقابلہ باطل نظام کے ساتھ ہو وہاں صداقت کی پہلی چوٹ کسی فرد پر نہیں پڑتی بلکہ نظام کے سواد یعنی ہیئت مجموعی پر پڑتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں آہستہ آہستہ اس ہیئت مجموعی میں تنزل اور تشتت کے آثار شروع ہو جاتے ہیں اور گو بظاہر شروع شروع میں افراد اپنی جگہ پر قائم نظر آتے ہیں مگر نظام باطل کے محل کے کنگرے آہستہ آہستہ ٹوٹ کر گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس اس زمانہ میں یورپ اور امریکہ کی تبلیغ کا بھی زیادہ تر یہی حال ہے کہ شروع شروع میں وہاں بھی اسلام کی ترقی نومسلم افراد کی کثرت کے ذریعہ نہیں ہو گی بلکہ مادیت کے نظام باطل کے آہستہ آہستہ ٹوٹنے اور شکستہ ہو ہو کر گرنے کی صورت میں ہو گی اور اس کے بعد افراد کے داخلہ کا حقیقی وقت آئے گا۔ گویا جہاں گذشتہ زمانہ میں زیادہ تر افراد کے ذریعہ صداقت ترقی کرتی تھی۔ وہاں موجودہ زمانہ میں اولاً آہستہ آہستہ صرف ایک عام فضا مادیت کے خلاف اور اسلام کے حق میں پیدا ہونی شروع ہو گی اور اس کے بعد اس عام فضا کی تبدیلی کے نتیجہ میں حق ترقی کرے گا اور بالآخر افراد کے پلٹا کھانے کا وقت آ جائے گا۔ پس کم از کم میرے نزدیک یورپ و امریکہ کے موجودہ مبلغوں کے کام کا معیار نومسلموں کی تعداد نہیں (گو کسی حد تک اسے بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا) بلکہ ان کے کام کا اصل معیار یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اپنے میدان میں مسیحیت یا مادیت کے خلاف اور اسلام کے حق میں عام فضا میں کیا تبدیلی پیدا کی ہے۔ بیشک یہ اندازہ ذرا مشکل ہے۔ لیکن خدا کا ترازو بہر حال کسی چیز کو حساب سے باہر نہیں رہنے دیتا۔ اور اس کے دیئے ہوئے عرفان کی طفیل سے علم میں راسخ لوگ بھی کافی حد تک صحیح اندازہ کر سکتے ہیں اور دراصل یہ اسی روحانی نبض شناسی کا نتیجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے پینتالیس سال قبل جب کہ مغربی ممالک کی مادیت اپنے معراج کو پہنچی ہوئی تھی فرمایا کہ:-

آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اس لطیف شعر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام افراد کے مسلمان ہونے کا ذکر نہیں فرماتے کیونکہ اس زمانہ میں یورپ کے مسیحی ممالک میں حقیقۃً کوئی نومسلم تھا ہی نہیں بلکہ اپنی روحانی فراست کے نتیجہ میں مغربی ممالک کی اس مجموعی فضا کی تبدیلی کا ذکر فرماتے ہیں۔ جو جو آہستہ آہستہ تثلیث کی گندی دلدل سے نکل کر توحید کے پاک و صاف چشمہ کی طرف آ رہی تھی۔ کیونکہ یہی وہ طریق ہے جس میں اس زمانہ کی مادہ پرست قوموں کا بالآخر اسلام کے مقابلہ میں شکست کھانا مقدر ہے۔

پس گو تعداد کی ترقی بہر حال ایک نظر آنے والی چیز ہے اور دیکھنے والوں کی توجہ اس طرف سے ہٹائی نہیں جا سکتی اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے اپنے لئے موجب فخر قرار دیا ہے (اور کون سچا مسلمان ہے جسے اپنے آقا کے فخر میں حصہ دار بننے کی تڑپ نہ ہو) مگر پھر بھی اصولاً ایک مبلغ کے کام کا اصل معیار اس کے نومسلموں کی تعداد نہیں۔ بلکہ اس کی وہ مخلصانہ کوشش اور جدوجہد ہے۔ جس کے ذریعہ وہ صداقت کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہے اور اگر وہ ایک فرد واحد کو بھی مسلمان نہیں بنا سکتا مگر اس کی کوشش معیار کے مطابق پوری اور اپنے ماحول کے لحاظ سے سچی اور بے داغ ہے تو وہ یقیناً اس مبلغ سے بہتر ہے جس نے بظاہر سینکڑوں نومسلم بنائے مگر اس کی کوشش اس معیار کو نہیں پہنچی جس کی اسلام اپنے خادموں سے توقع رکھتا ہے اور موجودہ زمانہ میں تو یورپ اور امریکہ کے ممالک میں خصوصاً مبلغوں کی کامیابی کا اصل معیار فی الحال نومسلموں کی تعداد نہیں ہے بلکہ اصل معیار یہ ہے کہ وہ "احرار یورپ کا مزاج" بدلنے میں کس حد تک کامیاب ہوتے ہیں کیونکہ جہاں تک میری عقل کام کرتی ہے دنیا کا آئندہ انقلاب افراد میں ہو کر قوموں تک نہیں پہنچیگا بلکہ قوموں میں ہو کر افراد تک پہنچیگا اور یہی اس مخصوص صورت کی عملی تفسیر ہے جو حدیثوں میں دجال کے انجام کے متعلق بیان ہوئی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ تبلیغ کے طریق کے متعلق تو اسلام یہ اصولی تعلیم دیتا ہے کہ وہ مندرجہ ذیل

(آگے صفحہ ۶)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان میں وفات پانیوالے سات درویش

احباب جماعت سے دعائے مغفرت کی درخواست

(از خلیل احمد صاحب ربوہ)

اس وقت تک قادیان میں سات درویش درویشانہ زندگی بسر کرتے ہوئے قضائے الٰہی سے وفات پا چکے ہیں۔ یہ سب درویش جماعت کے ساتھ بہت اخلاص اور محبت رکھتے تھے۔ اور جن مخصوص حالات میں مرکز سلسلہ کی خدمت بجا لاتے ہوئے وہ ہم سے جدا ہوئے ہیں۔ احباب سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ خواہ انسان کتنا ہی صابر و شاکر کیوں نہ ہو۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ نے والدین یا بیوی بچوں یا دوسرے عزیزوں کے لئے محبت کا جذبہ انسانی قلب کو عطا کیا ہے۔ اس کا تقاضا ہوتا ہے کہ کم از کم آخری دفعہ جدائی کے وقت وہ سب اکٹھے ہوں۔ لیکن چونکہ مرحوم درویشوں نے سلسلہ کی ضرورت اور خدمت کو ہر قسم کی ذاتی اغراض پر مقدم کر رکھا تھا۔ اسلئے حالات کی مجبوری کی وجہ سے ان کو ایسا موقعہ میسر نہیں آسکا پھر سب سے زیادہ صبر آزما وقت جو ہمارے کسی درویش بھائی پر وارد ہوتا ہے وہ ان کا ایسے وقت میں اس جہان سے رخصت ہوتا ہے جب کہ وہ اپنی تمام دنیاوی خواہشات اور مقاصد کو پیچھے ڈال کر حتیٰ کہ اپنے اہل و عیال کو بھی بالکل بے سروسامانی کی حالت میں چھوڑ کر ایک انتظار میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔۔۔

ہر وقت اٹھتے بیٹھتے ان کے دل سے دعائیں جاری رہتی ہیں اور راتوں کو ان کی آنکھوں کا پانی کبھی بھی خشک نہیں ہوتا وہ گڑگڑا گڑگڑا کر اپنے مولا حقیقی کے حضور جماعت کی قادیان میں واپسی کے لئے التجائیں کرتے رہتے ہیں۔ مگر آہ کہ اس عظیم الشان مقصد کو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے کے لئے وہ دوسروں کو اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور خود اپنے آقا کے حکم کے ماتحت اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتے ہیں۔ لیکن ایک درویش بھائی کی وفات ہمارے لئے بلاشبہ باعث رشک ہے جب کہ اس وقت بھی ان کی آنکھوں کی چمک اور چہرے کی بشاشت دیکھنے والوں سے یہ کہہ رہی ہوتی ہے کہ اگر میری زندگی نے میرے ارادوں کا ساتھ نہیں دیا تو میرے لئے کوئی فکر کی بات نہیں کیونکہ میرا دل اس یقین سے پُر ہے کہ خدا تعالیٰ کے وہ وعدے جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت کو دیئے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ ضرور اور ضرور پورے ہوں گے۔ گویا ان کے دلوں میں اخلاص محبت اور یقینِ محکم کے قابل قدر جذبات کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی حسرت اور درد کی تلخی بھی نہاں ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وفات کے وقت اپنے پیارے امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ایک لمبے عرصے سے جدائی کا احساس بھی ان کے لئے کوئی کم صدمہ نہیں ہوتا۔ پس ان حالات کے پیش نظر مرحوم درویشان قادیان اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ ان کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور دعا کی جائے کہ وہ انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے ان کے درجات بلند کرے

ان کے پسماندگان کو دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازے اور حافظ و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔

اسی سلسلہ میں مکرم مولوی عبد القادر صاحب جنرل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ قادیان ایک درویش میاں شمس الدین صاحب معذور کی وفات کے موقعہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"اس وقت تک سات درویش فوت ہو چکے ہیں۔ جن کی قبریں ایک ہی قطعہ میں اکٹھی ترتیب وار ہیں اور ایک نو وارد کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ثابت ہوتی ہیں۔ گویا ہماری درویشی کے ایام کی یادگار آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے مقبرہ بہشتی میں بھی نمایاں ہوتی جاتی ہے"

اب تک جو درویش فوت ہو چکے ہیں، احباب جماعت کی اطلاع اور دعا کی تحریک کی غرض سے ان کے اسماء ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

(۱) حافظ نور الٰہی صاحب	حلقہ مسجد اقصیٰ	تاریخ وفات	۱۹۴۸:۴:۲۶
(۲) بابا خیر محمد صاحب	" مسجد مبارک	" "	۱۹۴۹:۸:۱۷
(۳) میاں سلطان احمد صاحب	" ناصر آباد	" "	۱۹۴۹:۸:۲۸
(۴) چوہدری مجید احمد صاحب ڈرائیور	" مسجد مبارک	" "	۱۹۴۹:۱۰:۲۴
(۵) بابا اللہ دتہ صاحب	" مسجد اقصیٰ	" "	۱۹۵۰:۴:۱
(۶) بابا محمد احمد صاحب	" مسجد مبارک	" "	۱۹۵۰:۷:۳۱
(۷) میاں شمس الدین صاحب معذور	" مسجد مبارک	" "	۱۹۵۰:۸:۱۲

(خاکسار خلیل احمد دفتر حفاظت مرکز۔ ربوہ)

(بقیہ صفحہ ۵)

مبارک عناصر کا مجموعہ ہونی چاہیئے۔ یعنی (الف) حکمت (ب) موعظہ حسنہ (ج) کج بحثیوں والے مناظرہ سے اجتناب (د) بحث میں صرف احسن دلیل کا استعمال اور (ہ) البلاغ المبین یعنی کھلا کھلا دو ٹوک انتباہ (و) ساری کی ساری صداقت پیش کرنا اور (ز) تعلیم کا عملی نمونہ پیش کرنا۔ اور دوسری طرف تبلیغ کی کامیابی کے معیار کے متعلق اسلام فرماتا ہے کہ:-

(۱) تبلیغ کا اصل معیار خود تبلیغ ہے یعنی جو شخص پوری دیانت داری اور پوری پوری توجہ اور محنت کے ساتھ لوگوں تک پیغام حق پہنچا دیتا ہے اور تبلیغ کی تمام ضروری شرائط کو ملحوظ رکھتا ہے وہ خدا کے نزدیک فریضہ تبلیغ سے عہدہ برآ سمجھا جائے گا۔ خواہ اسکے ہاتھ پر حق قبول کرنے والوں کی تعداد تھوڑی ہی ہو یا بالکل ہی نہ ہو۔ البتہ جس طرح انکار کرنے والے اپنے انکار کے متعلق خدا کے سامنے جوابدہ ہوں گے اسی طرح پیغام حق پہنچانے والا بھی اس بات کے متعلق جوابدہ ہوگا کہ اس نے فریضہ تبلیغ کے ادا کرنے میں کسی قسم کی سستی یا غفلت یا بزدلی یا بدعملی وغیرہ سے تو کام نہیں لیا۔

(۲) بایں ہمہ ہر مبلغ کے دل میں یہ تڑپ ہونی چاہیئے کہ اس کے ذریعہ سے جتنی زیادہ سے زیادہ روحیں بچ سکیں انہیں بچانے کی کوشش کرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس جائز فخر کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ساعی ہو کہ انی مکاثر بکم الامم

(۳) باوجود اسکے موجودہ زمانہ میں جب کہ اسلام کا مقابلہ افراد کے باطل خیالات کی نسبت زیادہ تر قوموں کے نظام ہائے باطلہ کے ساتھ ہے اور مغربی اقوام کی مادیت (جس کا دوسرا نام دجال ہے) اسلام کی سب سے بڑی دشمن ہے۔ مغربی ممالک کے مبلغین کی تبلیغی کامیابی کا معیار فی الحال نو مسلم افراد کی تعداد سے چنداں تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ ان کے کام کے اس پہلو سے تعلق رکھتا ہے کہ انہوں نے مادیت کے دیو ہیکل بت کو توڑنے کے لئے کیا جدّوجہد کی ہے اور ان کے ذریعہ "اعوار یورپ کا مزاج" کس حد تک راہ راست پر آیا ہے۔ اس چیز کا تولنا اور پرکھنا ایک بڑے نازک ترازو کا متقاضی ہے لیکن خدا کا الوزن الحق بھی وہ کامل و مکمل مشینری ہے جو کسی قابل شمار چیز کو حساب سے باہر نہیں چھوڑتی اور اس کے راسخ فی العلم بندے بھی اس کی دی ہوئی فراست کے ماتحت مبلغوں کی نبض پر ہاتھ رکھ کر اسبات کا اندازہ کرنا جانتے ہیں کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔ بس اس وقت اس مسئلہ کے متعلق صرف اسی قدر لکھنا کافی ہوگا۔ ولکلٍ درجاتٌ مما عملوا وما ربک بغافلٍ عما یعملون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور ۲۷-۸

ولادت

محترمہ امۃ اللطیف صاحبہ اہلیہ مکرم سید سعید احمد صاحب بلازم فضائیہ پاکستان کے ہاں ۱۶-۸ کو لڑکا تولد ہوا ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ مولود جناب سید محمد لطیف صاحب انسپکٹر بیت المال کا نواسہ اور جناب قاضی امیر حسین صاحب مرحوم کا نواسہ ہے زچہ بچگی کے بعض عوارض میں مبتلا ہے احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (منیر احمد دہلوی)

درخواست دعا

مکرم فدا حسین صاحب اکونٹنٹ دفتر وکیل التجارت چند روز سے بعارضہ درد گردہ بیمار ہیں۔ احباب دعا صحت فرمائیں۔

(منیر احمد دہلوی)

ہالینڈ کے اخباروں میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا ذکر

"احمدی مبلغ ہاتھ میں قرآن لیکر ہالینڈ آیا ہے"

(از دفتر وکالت التبشیر ـــ ربوہ)

ہالینڈ میں جب احمدیہ مشن کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہیگ میں عنقریب ایک مسجد کی بنیاد رکھی جائیگی تو بہت سے اخباروں نے اس خبر کو شائع کیا اس جگہ ان میں سے بعض کے مقالوں کے تراجم درج کئے جاتے ہیں

اخبار "ہاگسے کرانت" نے اس خبر کو "مشن کر" اللہ کے نام کے ساتھ" کے عنوان کے ماتحت ایک چھوٹا سا مقالہ لکھا۔ جس میں مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ "محترم حافظ قدرت اللہ صاحب امیر مبلغ جماعت احمدیہ جو ایک نہائت ملنسار انسان ہیں لمبے چغے یا لمبے کوٹ کے ساتھ ہالینڈ کے عیسائی اور غیر عیسائی علاقوں میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا آپ نے ہیگ میں رہائش اختیار کی۔ تاکہ اسلام کی تبلیغ کریں۔ اگرچہ وہ عربوں کی طرح تلوار وغیرہ لے کر نہیں آئے۔ جس طرح گروہ گذشتہ زمانہ میں آتے تھے دیہاں لوگوں کے ذہنوں پر اثر ڈالا گیا ہے۔ کہ ابتداء میں اسلام تلوار کے زور سے ہی پھیلایا گیا ہے۔ تاہم احمدیت کے مجاہدین کے عمل سے یہ اثر آہستہ آہستہ زائل ہو جانے لگا ہے آپ صرف ہاتھ میں قرآن لے کر آئے ہیں۔ اور اسی طرح سے آپ نے ہمارے ملک میں نفوذ حاصل کیا ہے۔ جہاں کے ہر شخص کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ آیا انہوں نے اس وقت تک بہت سے پیرو کار بنا لئے ہیں؟ مجھے اس کا علم نہیں۔ مگر بہر حال انہیں اس حد تک کامیابی ضرور ہوئی ہے۔ کہ وہ اب ایک مسجد کی تعمیر کر رہے ہیں۔ اس مسجد کے اخراجات جماعت احمدیہ کی مستورات نے جمع کئے ہیں۔ جو کہ تمام دنیا پر مبلغین رکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد حضرت احمد علیہ السلام کے ذریعہ گذشتہ صدی کے آخر میں قادیان رکھی گئی۔ جو کہ ہندوستان میں واقع ہے۔ ہندوستان سے انگریزوں کے چلے جانے کے بعد مسلمانوں سے برا سلوک کیا گیا۔ مگر یہ مرکز اب بھی قائم ہے۔......

(اب مرکز ربوہ پاکستان میں ہے ـــ مس ہو چکا ہے)

یہ مسجد ان دو نشین مسلمانوں کے لئے بھی جو ہیگ اور اس کے ارد گرد آباد ہیں۔ عبادت گاہ کا کام دے گی۔

(۲) ایک اور اخبار مندرجہ ذیل عنوان کے ماتحت لکھتا ہے۔

ہیگ میں ایک مسجد کی تعمیر

"اب یہ یقینی امر ہے کہ ہیگ میں ایک مسجد تعمیر کی جائے گی جس کے لئے احمدیہ مسلم مشن نے Oostduinlaan سڑک پر B.P.M. کے سامنے ایک قطعہ بھی خرید کر لیا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ پاکستان کی زیر ہدایات ہو رہی ہے۔ اس جماعت کے دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں کامیاب مشن پائے جاتے ہیں۔ ہیگ کی مسجد کے اخراجات جماعت کی مستورات کے چندوں سے ادا کئے جائیں گے۔ اس جماعت کا مرکز ربوہ (پاکستان) ہے۔ اس کی بنیاد حضرت احمد علیہ السلام کے ذریعہ رکھی گئی تھی۔ اس جماعت کا مقصد صرف مسلمانوں کے درمیان ہی اتحاد پیدا کرنا نہیں ہے۔ بلکہ تمام مذاہب کے درمیان یکجہتی اور اتحاد پیدا کر کے خدا تعالیٰ کی توحید کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے"

(۳) Haagsche Courant "احمدیہ مسلم مشن کا عید منانا" کے عنوان کے ماتحت لکھتا ہے۔

"آج مسلمان تمام روئے زمین پر عید منا رہے ہیں۔ یہ رمضان (روزوں کا مہینہ) کے اختتام پر ہر سال منائی جاتی ہے۔ احمدیہ مسلم مشن نے (جو کچھ سالوں سے محترم حافظ قدرت اللہ صاحب کی زیر قیادت کام کر رہا ہے) کردن ہوٹل میں عید منائی۔ جس میں علاوہ ممبران کے دوسرے دلچسپی رکھنے والے دوست بھی مدعو تھے۔ سب سے پہلے محترم حافظ صاحب نے نماز پڑھائی۔ بعد میں ایک چھوٹا سا خطبہ دیا۔ جس میں اسلام کی تعلیم کو بیان کرتے ہوئے خاص طور پر روزوں پر روشنی ڈالی۔ بعد میں کچھ وقت تک لوگ ایک دوسرے کے ساتھ باتیں وغیرہ کرتے رہے

جیسا کہ ہم اس سے قبل اطلاع دے چکے ہوئے ہیں۔ اس سال کے اخیر میں (Oostduinlaan) سڑک پر مسجد کی تعمیر شروع ہو گی۔

کچھ عرصہ کے بعد ہیگ سات مختلف ممالک کے اسلامی مبلغین کی میٹنگ گاہ بن جائے گا۔ ۲۸-۲۹-۳۰ اگست کو ہیگ میں ایک کانفرنس ہو گی جس میں انگلینڈ۔ فرانس۔ سپین۔ جرمن۔ سوئٹزر لینڈ۔ ہالینڈ۔ سکاٹ لینڈ کے مشنری شامل ہوں گے ہمارے مبلغین کا طرز عمل اور پھر کامیابی عیسائیوں کے لئے یقیناً قابل تعجب ہے۔ ہمارے مبلغین کا بھی اس طریق پر کام کرتے ہوئے کامیاب ہو جانا۔ علیحدگی کے۔ اعتراضات کو رد کرنے کا باعث ہے۔ جو وہ کیا کرتے ہیں۔ کہ اسلام میں روحانی قوت نہیں ہے۔ صرف جسمانی قوت کے ذریعہ ہی پھیل سکتا ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مبلغین کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق دے ان کے ذریعہ ایک نہیں بلکہ ہزاروں مساجد تعمیر ہوں اور آباد ہوں۔ آمین (نائب وکیل التبشیر للتحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کی قیمت اخبار سامنے دی ہوئی تاریخ کو ختم ہو رہی ہے

وی۔پی کا انتظار نہ کریں۔ بلکہ چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اس میں آپ کو فائدہ رہے گا۔

۶۱	چوہدری غلام احمد خان صاحب	۹ ستمبر ۱۹۵۰ء
۲۱۵۴۹	جناب محکم دین صاحب	۱۰ ″ ۱۹۵۰ء
۲۱۶۰۱	سردار خان صاحب	″ ″ ″
۲۱۹۳۵	جناب محمد اکبر صاحب	″ ″ ″
۱۴۸۱۲	بابو ضیاء اللہ صاحب	۱۱ ستمبر ۱۹۵۰ء
۲۱۹۳۸	جناب بشیر احمد صاحب	″ ″ ″
۱۶۳۴۸	چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب	″ ″ ″
۱۹۶۸۳	سید بشیر احمد صاحب	″ ″ ″
۲۰۳۳۶	چوہدری صادق علی صاحب	″ ″ ″
۲۱۱۱۵	جناب عبد الغفار صاحب	″ ″ ″
۲۱۶۰۹	ڈاکٹر حبیب اللہ صاحب	″ ″ ″
۲۳۱۵۳	میاں عبد الرزاق صاحب	″ ″ ″
۲۳۱۶۶	ایم بارک اللہ صاحب	″ ″ ″
۲۳۱۷۰	جناب جہانگیر خان صاحب	″ ″ ″
۲۳۱۷۱	جناب سید علی شاہ صاحب	″ ″ ″
۲۳۱۷۴	ماسٹر میر عالم صاحب	″ ″ ″
۶۳۸۲	جناب غلام حیدر صاحب	۱۵ ″ ″
۲۰۵۰۴	مرزا عبد الرؤف صاحب	″ ″ ″
۲۱۳۹۸	محترمہ فاطمہ بانو صاحبہ	″ ″ ″
۲۱۷۹۸	چوہدری محمود احمد صاحب	″ ″ ″
۲۳۳۰۸	حافظ محمد سلیمان صاحب	″ ″ ″
۲۱۹۴۵	مشتاق احمد صاحب	″ ″ ″
۲۱۰۵۴	جناب عبد الحکیم صاحب	۱۶ ″ ″
۲۱۶۱۸	مستری عبد الرحمن صاحب	″ ″ ″
۲۱۹۴۴	چوہدری محمد حسین صاحب	″ ″ ″
۲۳۱۸۰	مرزا مقبول احمد صاحب	″ ″ ″
۲۱۶۲۰	جناب سعید احمد صاحب	۱۷ ″ ″
۲۰۴۲۷	سردار بشیر احمد صاحب	۱۸ ″ ″
۲۱۲۰۳	جناب شاہ محمد صاحب	″ ″ ″
۲۰۷۵۴	جناب نذیر احمد صاحب	″ ″ ″
۲۱۲۰۴	جناب ح اکبر یری	″ ″ ″
۲۱۸۴۴	میاں محمد بخش صاحب	″ ″ ″
۱۹۷۰۶	میاں رشید احمد صاحب	″ ″ ″
۱۶۲۹۹	میاں محمد مختار صاحب	۱۹ ″ ″
۲۰۸۹۱	شیخ عبد الرحمن صاحب	″ ″ ″
۲۱۹۲۳	جناب محمد اقبال صاحب	″ ″ ″
۲۱۵۶۴	محترمہ اسماء بیگم صاحبہ	۲۰ ″ ″

درخواست دعا

میرے والد چوہدری دین محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ اٹھوال احمدیاں ضلع گورداسپور کچھ دنوں سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ اور مالی مشکلات میں بھی مبتلا ہیں۔ دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ تمام پریشانیوں کو دور کرے۔ اور جلد از جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے۔ (چوہدری محمد منیر کلرک)

خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان

کارڈ آنے پر

مفت

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

ضرورت رشتہ

ایک نارمل پاس خوبصورت نوجوان قوم جٹ کے لئے رشتہ مطلوب ہے خواندہ اور زمیندار گھرانے کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند احباب حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔

(چوہدری) فضل احمد رحمتی ہیڈ ماسٹر مقام و ڈاکخانہ گکرالی۔ ضلع گجرات

دواخانہ خدمت خلق!

مروارید عنبری کی حب: دل و دماغ اور اعصاب کی کمزوری کا تیر بہدف علاج جو ہم نے خالص موتیوں سے تیار کی ہے۔ قیمت ۸۰ گولیاں سولہ روپیہ -/۱۶ روپیہ

حبوب جوانی۔ جوانی کی کمزوری کا بہترین علاج مادہ حیات کو زیادہ کرنے والی۔ ہر قسم کے کشتوں اور زہروں سے پاک جو جوانوں کے لئے مضر ہوتے ہیں قیمت پچاس گولیاں چار روپے۔

اکسیر شباب۔ بوڑھوں کے لئے تریاق۔ قوت پیدا کرنے کا اعلیٰ ذریعہ نہائت ہی اعلیٰ اجزاء سے تیار کی ہوئی دوا۔ حبوب جوانی کے ساتھ استعمال کیا جائے۔ زیادہ اچھا اثر رکھتی ہے

قیمت ۲۰ خوراک چھ روپیہ :-

ملنے کا پتہ:- دواخانہ خدمت خلق ربوہ ضلع جھنگ (مغربی پاکستان)

دولت مشترکہ کی کانفرنس میں پاکستان کی ٹیکنیکل امداد کا مسئلہ

لندن ۳۰ اگست:- جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیاء کی امداد کے متعلق دولت مشترکہ کی جو کانفرنس ہونے والی ہے۔ اس میں اعلیٰ ترین سطح پر یہ مسئلہ پیش ہو گا۔ کہ برطانیہ میں پاکستانیوں کی ٹیکنیکل تربیت کے لئے سہولتیں مہیا کر کے اور برطانوی ٹیکنیکل ماہرین کو پاکستان روانہ کر کے پاکستان کو ٹیکنیکل اور ماہرین کی امداد مہیا کی جائے۔ "اسٹار" کو معتبر طور پر بتایا گیا ہے۔ کہ یہ اہم ترین موضوع ہے۔ جس پر پاکستانی وفد سے گفتگو ہو گی۔ اور اس کے نتیجہ کے طور پر بڑے پیمانہ پر منصوبے مرتب کئے جائیں گے۔ اسی حلقہ نے اس پر بھی زور دیا۔ کہ تمام موجودہ منصوبے خلاف برطانوی صنعتوں کی فیڈریشن کا منصوبہ اور دوسری نجی کمپنیوں کے منصوبے اس بڑے منصوبے کے ماتحت ہونگے۔ پاکستان کو لارڈ ڈیر گلے کے مشن کی رپورٹ میں منصوبے تیار کرنے کے متعلق پاکستان کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ دولت مشترکہ کی پریس کانفرنس میں بھی لارڈ ڈیر گلے نے ذاتی طور پر اس کا ذکر کیا۔ یہ بتاتے ہوئے کہ پاکستان کا ارادہ ہے کہ وہ اپنی صنعتوں کو بہت ہی خاطر خواہ بنیادوں پر قائم کرے۔ لارڈ ڈیر گلے نے کہا کہ ان کے مشن کا مقصد یہ بتانا تھا۔ کہ معقول طور پر کس طرح اس کی انجام دہی ممکن ہے۔ اور اس میں برطانیہ کیا مدد دے سکتا ہے۔

صالحیت یا گڈ پرنس

ہم نے جماعت اسلامی کے متعلق یہ عرض کیا تھا۔ کہ وہ مذہب کا نعرہ بلند کر کے سیاسی اغراض کی تکمیل کرنا چاہتی ہے۔ چنانچہ جماعت اسلامی کے آرگن "قاصد" نے "انتخابات نمبر" شائع کر کے اپنی ذہنیت کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اس پر معاصر "قاصد" آتش زیر پا ہو گیا ہے اور اول جلول باتیں لکھ کر اپنی "صالحیت" کا صحیح ثبوت دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے ہمارا مقصد ہرگز نہیں تھا۔ کہ مولوی صاحب جلال میں آجائیں۔ اگر جماعت اسلامی انتخابات میں حصہ لے رہی ہے۔ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ یونینسٹ پارٹی کے نام لیوا ابھی تک باقی ہیں۔ وہ بھی انتخابات

. . . .

. . . .

وہ بھی انتخابات میں حصہ لیں گے۔ جماعت اسلامی کے امیدوار حصہ کیوں نہ لیں۔ لیکن اس پر اس قدر برافروختہ ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ جماعت اسلامی کے ترجمان لکھتے ہیں۔ کہ ہم لوگ فرشتی صفت بن کر سلام پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔ ہماری پوری زندگی آستانے بدلتے گذری ہے۔ ہم نے برآن خدا جانے کتنے معبود بدلے ہیں۔ اور کتنے در کے سجدے کئے ہیں ہم لوگ پنجاب کی سیارت کو ممدوٹ اور دولتانہ تک محدود سمجھتے ہیں۔ اور ہم لوگ پیر سے کوڑے کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

اب قارئین خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیا جماعت اسلامی کو اسلام سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔ ان کی منازل "اسلام" سے ہے۔ لوگ حیران ہیں کہ اگر "صالحیت" یہ ہے تو پھر یہ "گڈ پرنس" کس کو کہتے ہیں۔ یہ لوگ تاریخ قیادت چاہتے ہیں۔ اور ان باتوں سے ان کا ڈھونگ ظاہر ہو جاتا ہے۔

(مغربی پاکستان ۳۱ اگست)

(بقیہ صفحہ ۲)

حقیقی امتیاز وہی ہے۔ جس کی وضاحت ہم نے اوپر کی ہے۔ بیع میں اصل اور نفع دونوں کے نقصان کا احتمال ہوتا ہے۔ مگر ربوٰ میں نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ اسلام کے نقطۂ نظر سے جس کا منتہائے مقصود اصلاح نفس ہے۔ اور اسکی اس طرح اخلاقی تربیت کرتا ہے۔ جس سے اس کو دنیا اور عقبیٰ میں جنت حاصل ہوتی ہے۔ بیع اور ربوٰ کا یہ امتیاز نہایت اہم ہے۔

چونکہ بیع اور ربوٰ کے جس فرضی امتیاز پر مولانا طاسی نے اپنے فتویٰ حرمت مزارعت کی بنا رکھی تھی۔ وہ قائم نہیں رہی۔ اس لئے آپ نے قرآن کریم سے جو حرمت مزارعت کی سعی فرمائی تھی۔ وہ بالکل ناکام ہو گئی ہے۔ آیہ احل البیع و حرم الربوٰا آپ کو مدد نہیں دے سکی۔ اب کوئی اور آیہ کریمہ تلاش فرمائیں۔ انشاء اللہ ہم آپ کے باقی مغالطوں پر بھی کبھی روشنی ڈالیں گے۔

اقوام متحدہ کا فلسطین کمیشن

قاہرہ ۳۰ اگست: گذشتہ شب عمان سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ توقع ہے کہ اقوام متحدہ کا فلسطین کمیشن اس ہفتہ بیت المقدس سے لیک سکیس روانہ ہو جائے گا۔ ترک اور فرانسیسی ارکان شائد راستہ میں اپنے وطن بھی مختصر عرصہ کے لئے جائیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ کمیشن جنرل اسمبلی میں پیش ہونے کے لئے اپنی رپورٹ کی تیاری فوراً ہی شروع کر دے گا۔ اور جس وقت اسمبلی کے سامنے فلسطین کا مسئلہ پیش ہو گا۔ اس وقت کمیشن کا بھی اجلاس منعقد ہو گا۔ (راسٹار)

رنگون ۳۰ اگست:- مانگ ڈاؤ لے جہاں گذشتہ جنگ میں شدید لڑائیاں ہوتی ہیں یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مجاہدین اراکان کے مسلم باغی اور برمی حکومت کی فوجوں کے درمیان شدید جنگ ہو رہی ہے

ختم اللہ علیٰ قلوبھم

ہم نے ایک افتتاحیہ میں لکھا تھا کہ "قاصد" وغیرہ اخبارات جو مودودی صاحب کے صالحین کے ترجمان ہیں۔ احمدیوں کو قادیانی اور مرزائی لکھ کر غیر اسلامی اخلاق کا اظہار کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے لوگوں کو ایسے نام سے بلانے کی جس کو وہ پسند نہیں کرتے۔ کھلے کھلے الفاظ میں ممانعت فرمائی ہے۔ ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا۔ کہ چونکہ ہمارے بار بار توجہ دلانے پر بھی یہ لوگ اپنے اس غیر اسلامی فعل سے باز نہیں آتے۔ ہم بطور سزا ان کو بھی فی الحال صرف دو ہفتے کے لئے "مودودیے" لکھا کریں گے۔ ہم نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ چونکہ ہمیں خود ایسا کرنے سے کراہت ہے۔ اس لئے کاش پیشتر اس کے کہ ہم دو ہفتہ کی سزا والا پروگرام شروع کریں۔ یہ لوگ اپنی اصلاح کر لیں۔

سوال تو صرف یہ تھا کہ آیا دوسروں کو ایسے لقبوں سے پکارنا جن کو وہ پسند نہیں کرتے۔ اسلام میں جائز ہے؟ ہمیں انتظار تھا۔ کہ دیکھیں یہ لوگ اصلاح کرتے ہیں یا نہیں۔ اگرچہ ہم نے بعد میں سوچنے پر یہی فیصلہ کیا تھا۔ کہ یہ لوگ اپنی صالحیت کا جس طرح چاہیں اظہار کریں۔ ہمیں بطور سزا بھی اسلامی اخلاق کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اور الفضل کا معیار نہیں گرانا چاہیئے۔ چنانچہ ہم اس آخری فیصلہ پر کاربند ہونے کا پختہ ارادہ کر چکے ہیں۔ اگر وہ نہیں انتخابات کے مقابلہ میں اسلام کی کوئی پرواہ نہیں مگر ہمیں تو ہونی چاہیئے۔

یہ تو ہے ہماری بات اب ذرا ان صالحین کی بھی حکایت سن لیجئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ معاصر روزنامہ کوثر کے مدیر محترم کے دل و دماغ پر ہماری تجویز کردہ سزا کا قبل از وقت ہی بہت خطرناک اثر پڑا ہے۔ اور ہم ان کے لئے اتنی سزا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ حسب معمول "صالحیت" کے اظہار کے علاوہ آپ نے معاندین انبیاء علیہم السلام کی اس خو بو کا بھی کہ جتنا سمجھاؤ ان پر الٹا ہی اثر ہوتا ہے۔ اظہار بڑی وضاحت سے فرمایا ہے۔ یہ خو بو وہ ہے۔ جس کی بنا پر شروع ہی میں آتا ہے۔ ختم اللہ علیٰ قلوبھم

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

سیکھ وا کو دیجئے جا کو سیکھ سہائے

سیکھ نہ دیجئے باندرا جو بئے کا گھر ڈھائے

آپ فرماتے ہیں کہ احمدیوں کو مرزائی اور قادیانی لکھنا ایک علمی معاملہ ہے۔ اور ان دو لفظوں میں بہت سے معارف اور حقائق پوشیدہ ہیں۔ کاش ان لوگوں کو کوئی سمجھاتا۔ کہ میاں علمی معاملوں اور معارف و حقائق کے جھگڑے میں پڑنے کو آپ کا ستیاناس کر رکھا ہے یہی جھگڑا تو آپ کو اسلام کے پاس پھٹکنے نہیں دیتا

اسلام کا تو سیدھا سادہ مطالبہ ہے۔ کہ کسی کو ایسے نام سے نہ پکارو۔ جس کو وہ پسند نہیں کرتا۔ وہ ان خاص من گھڑت علمی نکات و حقائق و معارف سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ جو اس کی آیات کے ٹکڑے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے ان میں مودودی ایسے بزعم خود علماء گھیڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر کوثر کے مدیر محترم کو ایسے ڈھکوسلوں نے گمراہ نہ کیا ہوتا۔ تو یقیناً وہ اسلام کا بتایا ہوا سیدھا راستہ اختیار کرنے کی بجائے اُن کی پناہ نہ لیتے

کیا فرماتے ہیں مودودی صاحب اور اُن کے دوست مدیر کوثر کے اس سخریہ کے متعلق جو انہوں نے اس بارہ میں کوثر کی اشاعت یکم ستمبر کے سیر و سفر کے کالم میں سپرد قلم فرمایا ہے۔ کہ اس سخریہ سے "صالحیت کو چار چاند لگتے ہیں یا نہیں؟ حقیقت یہ ہے۔ کہ اسلامی اخلاق پیدا کرنا اس زمانہ میں بڑا مشکل ہو گیا ہے۔ سوائے کسی فرستادہ خدا کی رہنمائی کے تو ناممکن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی لئے فرمایا ہے۔ ؎

ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

باقی رہی علمی بات تو جناب من ہر احمدی قادیانی نہیں ہے۔ بلکہ قادیان کا رہنے والا ہر ہندو۔ سکھ۔ مسلم۔ عیسائی قادیانی کہلا سکتا ہے۔ پھر احمدیت حقیقی اسلام کا نام ہے۔ مرزائیت کسی دین کا نام نہیں۔ اور حقائق و معارف! تو تو مودودیت کے ساتھ بھی بہت سے حقائق و معارف وابستہ ہیں مثلاً مودودیہ وہ ہوتا ہے۔ جو پاکستان بننے سے پہلے اس کا سخت دشمن ہوتا ہے۔ اور جب بن جاتا ہے۔ تو دوستی کے پردے میں اسکی جڑیں اکھاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو قرآن کریم کی آیات کے ٹکڑے سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے اسی جیدہ من گھڑت الٹے معنی کرتا ہے۔ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدہ کی تاریخ پر مغربی سیاست کا رنگ چڑھاتا ہے وغیرہ وغیرہ

مدیر محترم نے جو کچھ ہماری ذات کے متعلق خامہ فرسائی کی ہے۔ وہ ہم انہیں معاف کرتے ہیں۔ اس خیال سے کہ برتن میں جو کچھ ہوتا ہے۔ وہی اسی سے ٹپکتا ہے۔ ہم اصول کو چھوڑ کر ذاتیات میں پڑنا خلاف اخلاق سمجھتے ہیں۔ کوثر کے مدیر محترم اس اشاعت کے پہلے صفحہ پر لکھتے ہیں:-

"جب ہم سنتے ہیں۔ کہ ابھی وضاحت کا بار سر ظفر اللہ خاں "قادیانی" کا دوش ناتواں اٹھائے گا۔ تو ہمارے حواس ہی جواب دینے لگتے ہیں۔" دیکھا "قادیانی" لکھنے کی حرمت اسی لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ آپ احمدی لکھا کریں۔ پھر کبھی آپ کے حواس جواب نہیں دیا کریں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah